تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

نمبر ۸۳۵
رجسٹرڈ ایل

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا
غلام احمد قادیانی

605

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔۔۔
ششماہی للعہ
سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲
نمبر ۱۳۷

مورخہ ۱۳ جون ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ

مدینۃ المسیح

خدا کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے ؞

ہفتہ زیر رپورٹ میں جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر بھٹنڈہ تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل سرگودہ اور مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اکال گڈھ بھیجے گئے ؞

مقدمہ بلوہ کی تاریخ ۱۲ جون ہے۔ جس پر صفائی کے گواہ پیش ہوگئے ؞

۱۰ جون۔ جناب ذوالفقار علی خان صاحب کی لڑکی سعیدہ بیگم کا رخصتانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے معہ چند اور بزرگوں کے خان صاحب موصوف کے ہاں تشریف لے جاکر دُعا فرمائی۔ مستورات کی مٹھائی و دیگر چیزوں سے تواضع کی گئی

غیر احمدیوں کے جلسہ کی روئداد

امسال غیر احمدیوں کا جلسہ ۶ جون کو ۸ بجے شروع ہوا۔ اور نہایت بے رونقی اور یاس و ناامیدی کے ساتھ ۸ جون کو گیارہ بجے ختم کیا گیا۔ اس دفعہ بہت سے علماء کرام نہ آئے۔ نہ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ نہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور نہ ہی مولوی ظفر علی صاحب تشریف لائے۔ مولوی نور احمد صاحب مفتی امرتسری بھی رہ گئے۔ بابو پیر بخش صاحب اور ابو تراب حکیم محمد عبد الحق صاحب کے منہ پر دو دن کو مہر خاموشی لگی رہی اور کان ملہم یکن ہی رہے۔ میں ناظرین کو بطور نمونہ مشتے از خروارے ان چند حقائق و معارف سے اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جو ان علماء کرام نے اپنی تقریروں میں بیان کئے ؞

پہلی تقریر مولوی بدر عالم صاحب کی فضائل آنحضرت ؐ پر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ پہلے پانچ چھ سال تو مرزا صاحب کی مدح سرائی میں گذرے۔ اب دل چاہتا ہے۔ آنحضرت ؐ کی مدح میں یہ دن گذارا جائے۔ اگر پانچ برس وہ خدمت ادا کی ہے۔ تو اس دفعہ آنحضرت ؐ کی مذمت کی جائے۔ اسکے بعد آپ نے کہا۔ آنحضرت ؐ ہم سب کو حکیم بنا گئے ہیں۔ اب کسی نئے حکیم کی ضرورت نہیں (حکیم نہیں بلکہ سول سرجن۔ کیونکہ مولوی ایک دوسرے کا خوب اچھی طرح اپریشن کرتے ہیں۔ جیسے بریلویوں نے دیوبندیوں کا اور حزب الاحناف نے ابھی مولوی ظفر علی صاحب کا کیا)

آخر تھوڑی دیر تقریر کرنے کے بعد کہا۔ دو تین مرتبہ پانی پی چکا ہوں۔ گلا پڑ گیا ہے۔ اس لئے میں ختم کرتا ہوں (حضرت مسیح موعود کے متعلق تقریر نہ تھی کہ لگاتار بے نقط گالیاں سناتے جاتے) دوسری تقریر عمل جسن لہ خوار بابو حبیب اللہ صاحب کلرک ہرنے کی۔ اس شخص کو نہ تو خدا تعالیٰ نے قوت استدلالیہ دی ہے اور نہ ہی قوت بیانیہ۔ ان کی تقریر کا خلاصہ یہی تھا کہ جے کوئی پچھے تینوں کتھے لکھی ہے ایہہ گل وچ کتاب دے۔ تے توں آکھ جی۔ فلاں کتاب فلاں صفحہ فلاں سطر مطبوعہ فلاں وچ۔

انکے بعد مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ آنحضرت ؐ مخالفوں اور موافقوں کے لئے رحمت تھے۔ پہلے نبی صرف موافقوں کے لئے رحمت تھے۔ حضرت صالح ؑ سے کفار نے معجزہ طلب کیا۔ تو انہوں نے پتھر سے اونٹنی نکالکر دکھادی

لوگوں نے انکار کیا۔ توان کو تباہ کر دیا گیا۔ مگر آنحضرت صلعم سے جب کبھی دشمنوں نے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے دکھایا (آیت ھل کنت الا بشرا رسولا یاد نہیں رہی) ایمان نہ لانے پر کسی کو تباہ نہ کیا گیا۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ میں نے اپنی کتاب میں اس مضمون پر ایک سو آیت اور دو سو احادیث لکھی ہیں۔ اسوقت کس کس کو بیان کیا جاوے۔ بس ایک ہی بات یاد رکھو۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ورنہ اگر کوئی اور نبی مانا جائے۔ تو اسپر ایمان لانا بھی ضروری ہو گا۔ اور اس کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ اس لئے محمد رسول اللہ کہنا کافی نہیں ہو سکتا۔ اور اسے آنحضرت صلعم سے افضل ماننا پڑیگا۔ اسطرح تو آنحضرت صلعم بجز محمد رسول اللہ کہنے کے کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ رات کیوقت مسجد اقصیٰ میں ان کی تقریروں کے جواب میں خاکسار اور استاذی حافظ روشن علی صاحب نے تقریریں کیں۔

دوسرے دن کی کارروائی

پہلے مولوی محمد میاں صاحب دیوبندی سٹیج پر آئے۔ آپنے فرمایا کہ میں پیارے نبی کے کلمات کا ذکر اپنی گندی زبان سے کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہکر آپنے معراج کا مسئلہ بیان کیا۔ اور براق کا ذکر کرتے ہوئے کہا جب آنحضرت اسپر سوار ہونے لگے۔ تو اس نے شوخی کی۔ جس میں دو حکمتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ سوار ایسی سواری کو چاہتا ہے۔ جو شوخ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ ڈرتا تھا۔ مجھ پر سید الاولین والآخرین سوار ہونگے۔ نبوت کا بوجھ میں کیسے اٹھاؤں گا۔ (مولوی صاحب ابھی زمین کے واقعات ہی بیان کر رہے تھے۔ عرش تک نہ پہنچے تھے۔ کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا۔ اس لئے زمین پر بیٹھ گئے۔)

پھر بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر کی تقریر مرہم عیسےٰ و قبر عیسےٰ کے متعلق ہوئی۔ مگر یونہی ادھر ادھر کی بے تکی ہانکنے اور حضرت مسیح موعود کی چند باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور لوگوں کو مغالطہ دینے کے سوا اور کچھ نہ کہا۔ پھر مولوی محمد ادریس صاحب کی حیات مسیح پر تقریر ہوئی۔ آپ کھڑے ہوتے ہی بڑے زور سے فرمایا۔ مرزائی کہتے ہیں حضرت مسیح کرہ نار اور کرہ زمہریر میں سے زندہ آسمان پر کس طرح جا سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ اسی رستے جا سکتے ہیں۔ جس رستہ سے حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے اترے (سبحان اللہ! کیا خوب استدلال ہے۔ یہ تو تب ہے۔ کہ کوئی عقلمند یہ مانتا بھی ہو کہ حضرت آدم آسمان سے اترے تھے)

پھر آپنے فرمایا۔ دیکھو حضرت سلیمان نے بلقیس کا تخت اپنے پاس منگوانا چاہا۔ تو ایک جن نے کہا۔ آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے لے آؤنگا۔ مگر آپ اس سے بھی جلدی چاہتے تھے تب آپکے وزیر آصف بن برخیاہ نے کہا کہ آنکھ کے جھپکنے سے پہلے لے آؤنگا۔ وہ تخت کئی مقفل کمروں کے اندر بند تھا۔ اور ان سے دو مہینہ کا راستہ تھا۔ مگر آصف زمین کے اندر اندر جا کر آنکھ جھپکنے سے پہلے مقفل کمروں سے تخت نکال لایا (جو زمین کو چھید کر جا سکتا تھا۔ وہ قفل توڑ کر یا چھت پھاڑ کر کیوں نہیں لا سکتا) حضرت سلیمان کا تخت اتنا بڑا تھا کہ اسپر چھ لاکھ کرسیاں بچھائی جاتی تھیں۔ قریب کی کرسیوں پر انسان اور پچھلی کرسیوں پر جن بیٹھتے تھے۔ پھر ہوا کو حکم دیتے تھے۔ تو ایک لحظہ میں ایک مہینہ کا سفر طے کر لیتے تھے۔

پھر اسی طرح قوم لوط کی بستی کی مردم شماری ایک روایت میں چھ لاکھ اور ایک میں چھ کروڑ آئی ہے (فرق تھوڑا سا ہی ہے۔ صرف دو صفروں کا فرق ہے) ان پر جہنم سے پتھر گرائے گئے۔ ہر پتھر پر کافر کا نام لکھا ہوا تھا۔ پھر حضرت جبرائیل اس چھ کروڑ کی بستی کو مع زمین کے آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔ اور اوپر سے الٹا کر نیچے دے پٹکا۔ اوپر کی زمین نیچے ہو گئی اور نیچے کی اوپر۔ جب بندوں کو اتنی قدرتیں حاصل ہیں تو کیا خدا کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لیجائے۔ پھر آپنے فرمایا۔ دجال کے قتل کرنے کے لئے مسیح کو کیوں رکھا گیا۔ اس میں کئی حکمتیں ہیں :-

(۱) دجال چونکہ شیطان اور زمین کے کونہ کونہ پر آنے جانیوالا تھا اسلئے مسیح کو جو روح اللہ ہونے اور بوجہ نفخ جبرئیل ملکیت کی صفت سے متصف تھا۔ اس کا قاتل ٹھیرایا گیا۔

(۲) دجال نے بھی مردہ زندہ کرنے تھے۔ اس لئے اسی نبی کو اس کا قاتل تجویز کیا۔ جو مردہ زندہ کر سکتا تھا۔ آنحضرت صلعم ان دو نو صفات سے محروم تھے

(۳) دجال بھی حضرت سلیمان کے وقت سے ایک گرجا میں بند ہے اسلئے مسیح کو بھی لمبی عمر دیگئی تاکہ مقابلہ اور وزن برابر کا رہے۔

اسی طرح کے اور بہت سے معارف اور حقائق بیان کر کے آپنے لکچر کو ختم کیا

امیر طائفہ علماء دیوبند

انکے بعد مولوی مرتضیٰ احسن صاحب دربھنگی گوہر افشانی کے لئے سٹیج پر آگئے۔ آپ کے کھڑے ہوتے ہی مجلس کا رنگ بدل گیا۔ اور پہلے جو کچھ مذہبی جلسہ ہونے کا اشتباہ سا پڑتا تھا۔ اسکی بجائے تھیٹر یا ناٹک یا نقالیوں کا تماشہ گاہ نظر آنے لگا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تو مرزا صاحب کے متعلق ہی بیان کرونگا۔ علمی مضامین ان گنواروں کے سامنے کیا بیان کریں۔ (اصل بات یہ ہے کہ سوائے گالیوں اور لعن وتشنیع و استہزا اور دور از عقل ونقل حکایات کے کچھ آتا جو نہیں) میرے مرنے کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ مگر یاد رکھو۔ مرزا صاحب۔ اگر محمد اور احمد کے بروز اور مثیل ہیں تو میں بھی نہیں مرونگا۔ جب تک کہ اپنا بروز اور مثیل نہ چھوڑوں (یہ مثیل محمد و احمد کے مثیل کے مقابل میں ابوجہل کا ہی ہو گا)

آپ کی تقریر کا خلاصہ صرف اتنا تھا کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے جو مسلمان بھی اسکو ہاتھ میں لیکر مرزائیوں کے عالموں کے سامنے کھڑا ہو جائیگا۔ وہ ہمیشہ ان پر فتح پائیگا۔ اسکی قیمت عہ روپیہ تھی۔ اب میں نے آپ کی خاطر دس آنے کر دی ہے۔ پھر آپنے کیا کہنے ہیں۔

ایک جلاہا تھا۔ اس کا باپ مرنے لگا۔ تو وہ دروازہ پر تلوار لیکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ میں نے کئی لوگوں کے باپ مرے ہیں۔ میرے باپ کو کون مار سکتا ہے۔ مگر تھوڑی دیر ہوئی۔ کہ اندر سے رونے کی آواز آئی۔ اس نے پوچھا۔ کیا ہوا جواب ملا۔ تمہارا باپ مر گیا ہے۔ اس نے کہا کہ ابھی ملک الموت تو آیا نہیں۔ وہ پہلے ہی ڈر سے مر گیا۔ اس ڈر کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ اسی طرح یہ کتاب تو تلوار کی طرح ہے مگر ڈر کا علاج کیا ہے (واقعی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا عشق جب کبھی انسان کے دل میں جاگزین ہوتا ہے تو وہ کسی سے پوچھکر نہیں ہوتا۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اتانی ھواھا قبل ان اعرف الھویٰ
وصادف قلبا خالیا فتمکنا

بس اسی طرح تمہاری یہ تلواریں اور کتابیں حق کی قبولیت میں مانع نہیں ہو سکتیں۔)

اسکے بعد کلرک نہر کی تقریر ہوئی۔ اور پھر وہی تین چار سال کا بوسیدہ مضمون جو طوطے کی طرح رٹا ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی عمر کے متعلق بیان کیا کہ احمدیہ لٹریچر میں ان کی مختلف عمر لکھی گئی ہے۔ پھر اسکے بعد بڈھے میاں دربھنگی کی تقریر ہوئی جنہوں نے کہا معلوم نہیں ہوتا۔ ہم اتنی تقریریں کرتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کی نبوت کوئی ایسی رجسٹری شدہ نبوت ہے کہ ٹوٹتی ہی نہیں انہوں نے ابھی تھوڑی سی تقریر کی تھی۔ کہ باہر گدھا رینکنے لگا تو آپ فرمانے لگے۔ کہ یہ گدھا بھی ہمیں کہیں نہیں چھوڑتا۔ لاہور میں تقریر کی تھی۔ تو خر دجال چیختا تھا۔ یہاں آئے ہیں تو یہاں بھی گدھا رینکتا ہے۔

اسکے بعد مولوی بدر عالم کی تقریر حیات مسیح پر ہوئی۔ پھر مولوی محمد داؤد صاحب کی تقریر ہوئی۔ جس میں آپ نے مشہور اعتراضات حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے متعلق اور اپنے اختراع کردہ معیار انبیاء کی صداقت پر پیش کئے۔ رات کے وقت پھر ان کی تقریروں کے جواب میں مولوی محمد یار صاحب۔ خاکسار اور استاذی حافظ روشن علی صاحب نے مسجد اقصیٰ میں تقریریں کیں۔

تیسرے دن کی کارروائی

پہلے مولوی محمد ادریس صاحب نے فضائل نبی کریم صلعم پر تقریر کرتے ہوئے ختم نبوت کا ذکر کیا۔ اور بتایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت کا نشان کیوں رکھا گیا۔ سینہ پر یا اور کسی جگہ کیوں نہ رکھا گیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان پشت سے ہی انسان کے اندر داخل ہو کر وسوسے ڈالا کرتا ہے۔ اس لئے آپ کی پشت پر مہر کا نشان لگایا۔ تاکہ شیطان وسوسہ نہ ڈال سکے۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۷ کالم اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم شنبہ - قادیان دار الامان - ۱۳ر جون ۱۹۲۵ء

کیا اِسلام میں مُرتد کی سزا قتل ہے؟

قرآن شریف اور قتل مُرتد

نمبر

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

ناظرین گذشتہ مضامین میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ قتل مُرتد کے متعلق ان لوگوں کے کیا کیا خیالات ہیں۔ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہر ایک مُرتد صرف ارتداد اور محض ارتداد کے لئے واجب القتل ہے۔ اب ہم قرآن شریف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ کیا ایسے خیالات کا کچھ اصل قرآن شریف میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور کیا یہ مسئلہ قرآن شریف کی تعلیم سے ذرا بھی مناسبت رکھتا ہے یا بالکل اس کے اُلٹ اور مخالف ہے۔

اِسلام ایک علمی مذہب ہے

جب ہم قرآن شریف پر نظر کرتے ہیں تو سب سے پہلی بات جو ہماری آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن شریف اسلام کو ایک سائنس اور فلسفہ کے رنگ میں پیش کرتا ہے ؛

سب سے پہلی وحی ہی کو دیکھو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئی۔ قرآن شریف کی ان پانچ آیتوں کو پڑھو۔ جو سب سے اول بطور پیش خیمہ آسمان سے اُتریں۔ یہ پانچ آیتیں پانچ پھول ہیں۔ جو اسلامی بہار کے آغاز میں کھلے۔ ان کو سونگھو۔ اور دیکھو۔ کہ ان سے کیسی خوشبو آتی ہے۔ تا آپ کو معلوم ہو کہ اس موسم بہار میں کس رنگ کے پھول کھلنے والے تھے۔ یہ پانچ آیتیں اسلام کے باغ کا سب سے پہلا پھل ہیں۔ ان کو چکھو۔ اور ان سے اندازہ لگاؤ کہ اس باغ کے دوسرے پھل کس رنگ اور کس مزہ کے ہونے چاہئیں۔ وہ پانچ آیتیں وہ اسلام کا پہلا پیغام جو اہل دُنیا کے نام آسمان سے نازل ہوًا یہ ہے :-

اقرء باسم ربك الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق - اقرء وربك الاکرم الذی علم بالقلم - علم الانسان مالم یعلم

ان آیات سے کیا ظاہر ہوتا ہے ؟ کیا یہی نہیں کہ اب ایک ایسا دین اُترنا شروع ہوًا ہے۔ جو ایک علم کے رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور اس کی اشاعت قلم کے ذریعہ یعنی دلائل اور براہین کے ذریعہ ہوگی۔ نہ جبر و اکراہ کے ذریعہ۔ قرآن شریف کے سوا اور کونسی کتاب ہے جس کے جھنڈے پر قلم کا نشان ہے۔ اور اسلام کے سوا اور کونسا دین ہے۔ جس نے علم کو اپنا Motto اور مقصود قرار دیا ہے۔ تمام دنیا کے مذاہب میں سے یہ امتیازی نشان صرف اسلام نے اپنے لئے انتخاب کیا ہے۔ پس کیا یہ ظلم نہیں کہ ایسے دین کی نسبت جو قلم کے ساتھ دُنیا پر ظاہر ہوًا۔ اور جس نے اپنے پیغام کو علم کے لفظ سے تعبیر کیا۔ یہ کہا جائے۔ کہ اس نے اپنی اشاعت کے لئے اپنے پیروؤں کو حکم دیا۔ کہ وہ تلوار کے زور سے لوگوں کو اپنے دین میں داخل کریں۔ اور جو داخل ہو کر نکلنا چاہے۔ اس کا سر قلم کردیں ؛

اپنی تلوار کی دھار پر گھمنڈ کرنے والو! ممکن ہے کہ قلم اور دوات تمہاری نظر میں بہت حقیر اور ذلیل ہوں۔ مگر خدا ان کو عزت دیتا ہے۔ اور ان کے نام پر اپنی پاک کتاب میں قسم کھاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس سورہ شریفہ کو تلاش کرو۔ جس کا نام سُورۃ القلم رکھا گیا ہے۔ اور دیکھو۔ وہ کن مبارک الفاظ کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- نٓ والقلم وما یسطرون۔ پس جس کو تم حقیر سمجھتے ہو۔ خدا تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے اور اسکے نام پر قسم کھاتا ہے۔ اگر اسلام ایک جنگی مذہب تھا۔ تو چاہئیے تھا۔ کہ وہ سیف و سنان کی قسم کھاتا۔ نہ کہ نٓ والقلم وما یسطرون کی۔ کیا تمہیں کہیں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلوار اور برچھے اور بندوق کی بھی قسم کھائی ہے۔ قلم تو یہ فخر کر سکتا ہے کہ قرآن شریف کی ایک سورہ کریمہ اسکے نام سے موسوم ہے۔ مگر کیا تلوار یا نیزہ کو بھی یہ عزت دی گئی ہے ؛

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تمام قرآن مجید اسی پہلی وحی الٰہی کے رنگ میں رنگین ہے۔ جو قلم کے نشان کے ساتھ علم کا جھنڈا ہاتھ میں لیئے ہوئے دنیا پر نازل ہوئی۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنی ہر ایک بات کو علم کے پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ صرف یہی نہیں کہتی۔ کہ ایک خدا پر ایمان لاؤ۔ بلکہ خدا کی ہستی کے زبردست دلائل بھی ساتھ ہی پیش کرتی ہے۔ وہ صرف ہمیں یہ نہیں بتاتی۔ کہ خدا کی ذات فلاں فلاں صفات سے متصف ہے۔ بلکہ ان صفات کے مظاہر بھی ہمارے سامنے رکھ دیتی ہے۔ تا ہمیں ان صفات کے متعلق یقین حاصل ہو۔ وہ صرف یہی نہیں کہتی۔ کہ الہام اور وحی کا نزول دنیا کی ہدایت کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ بدلائل اس دعویٰ کو ثابت کرتی ہے۔ وہ صرف اتنا ہی نہیں کہتی۔ کہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ۔ بلکہ وہ ہمیں وہ معیار بھی بتلاتی ہے۔ جن کے ذریعہ ہم سچے اور جھوٹے مدعیوں میں امتیاز کر سکیں۔ وہ صرف ہمیں یہی نہیں سکھاتی کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے۔ جو جزاء و سزا کی زندگی ہے۔ بلکہ وہ اس کا ثبوت بھی پیش کرتی ہے۔ غرض جو اُمور ایمانیات کے متعلق ہیں۔ وہ ان کے متعلق ہم سے اس امر کا مطالبہ نہیں کرتی۔ کہ ہم ان کو اندھا دھند مان لیں۔ بلکہ پہلے دلائل کے ساتھ ان کی حقیقت کا یقین ہمارے دلوں پر بٹھاتی ہے۔ اسکے بعد ان پر ایمان لانے کا حکم دیتی ہے۔

ہندوستانی حاجیوں کا جہاز خطرہ میں

گورنمنٹ ہند حفاظت کا انتظام کرے

آخر وہی ہوًا۔ جس کا خطرہ تھا۔ اور جس کے متعلق ہم نے ایک پُرزور مضمون لکھ کر مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی کہ بمبئی سے حاجیوں کا وہ جہاز جس میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی سوار کر دیئے گئے تھے۔ بندر سوڈان میں روک دیا گیا۔ کیونکہ عین اسوقت جبکہ یہ جہاز پہنچنے والا تھا۔ امیر علی نے بندرگاہ رابغ کا محاصرہ کرکے اسپر گولہ باری کی ہے۔ اسکے متعلق مولانا شوکت علی صاحب کو جو تار پہنچا ہے۔ اسمیں لکھا ہے۔

”جہانگیر جہاز کو بندرگاہ سوڈان پر اس لئے روک دیا گیا ہے کہ امیر علی نے بندرگاہ رابغ کی ناکہ بندی کردی ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس بندرگاہ پر بمب اندازی کر رہا ہے تمام زائرین جو احرام باندھے ہوئے ہیں۔ سخت پریشان ہو رہے ہیں“

اس پریشان کن خبر سے مولانا شوکت علی صاحب جو تار پر تار بھیج کر

حاجیوں کو حج کے لئے بلاتے رہے ہے۔ اور جہاز کے مالک نے حاجیوں کو اس جہاز پر سوار کرایا تھا۔ ایکم گھبراہٹ میں مبتلا ہو کر گورنمنٹ ہند سے التجا کر رہے ہیں۔ کہ حکومت کو اب اپنی لاج رکھنی چاہیئے اور اسے چاہیئے۔ کہ اسنے امیر علی کے ہاتھ جو پرانا جنگی جہاز فروخت کیا تھا۔ اسے بندرگاہ رابغ سے ہٹا لینے پر مجبور کرے۔ اور اسطرح پر بندرگاہ مذکور کو خالی کر دے۔ حکومت جہانگیر جہاز سے حاجیوں کو رابغ میں صحیح و سلامت اتروائے۔ یا ایسا انتظام کرے۔ کہ جہانگیر اور دوسرے جہازوں کے مسافر بندرگاہ قنفذہ یا لیث میں اتار سکیں۔ اسے کم از کم اتنا تو کرنا چاہیئے"۔

ان الفاظ کو پڑھکر کہنا پڑتا ہے۔

آنکہ شیراں را کند روباہ مزاج — احتیاج است احتیاج است احتیاج

کہاں تو مولانا شوکت علی کا لنڈن کے ایک جلسہ میں چند معززین کا حکومت کابل کے فعل سنگساری کے خلاف اظہار نفرت کرنے کے باعث احمدیوں کو اسلئے گشتنی و گردن زدنی قرار دینا۔ کہ انہوں نے اہل مغرب کے سامنے جو عیسائی ہیں۔ کابل کے جفاکارانہ فعل کو کیوں رکھا۔ اور کہاں اب عیسائیوں کی حکومت سے امیر علی کے خلاف اسطرح امداد کی طلب کرنا۔ خیر یہ امر صرف انکی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر سب سے افسوسناک اور رنجدہ بات یہ ہے۔ کہ تحریک ہجرت کی طرح مولانا شوکت علی صاحب نے باوجود گورنمنٹ کے بار بار اعلان کرنے اور قبل از وقت خطرات سے آگاہ کرنے کے بجائے اصرار ضد کے ساتھ حاجیوں کا جہاز روانہ کر دیا۔ مصر جیسی حکومت نے جو بہر حال مولانا شوکت علی صاحب سے بہت زیادہ بہتر انتظامات کرسکتی تھی خطرہ کو محسوس کر کے عازمان حج کو روک دیا لیکن مولانا موصوف اور ان کے ہم نوا مسلمان اخبارات نے گورنمنٹ کے اعلانات اور پُرخوف اطلاعات کی موجودگی میں مسلمانوں کو اکسا اکسا کر بھیجنا ثواب دارین سمجھا۔ اور جان بوجھ کر ان کو خطرہ میں ڈالا۔ ہم نہیں سمجھتے اب ان خطرات کو دور کرنے کی ذمہ دار حکومت ہند کی بحری طاقت کیونکر ہو سکتی ہے۔

افسوس مسلمان لیڈروں اور اخبارات نے مسلمانوں کیلئے جو تباہ کن روش اختیار کر رکھی ہے۔ وہ ایک دفعہ اور رنگ لا رہی ہے۔ اگرچہ حکومت ہند قبل از وقت خطرات سے آگاہ کر دینے کے باعث بری الذمہ ہے۔ لیکن ہم پھر بھی اسے توجہ دلائیں گے۔ کہ وہ ضرور ان ورطۂ ہلاکت میں گھرے ہوئے ہندوستانیوں کی حفاظت کا انتظام کرے۔ اگر یہ لوگ زندہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔ تو نہ صرف خود آئندہ اپنے ان لیڈروں کے چکمہ میں نہ آئیں گے بلکہ دوسروں کو بھی انکے پھندہ میں پھنسنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں گے۔

مولانا شوکت علی اور مسلمان اخبارات اس بارے میں گورنمنٹ سے کہہ رہے ہیں کہ "مسلمان ایسے امور میں منافقانہ کارروائی کو کبھی معاف نہیں کر سکتے"۔ "مسلمانوں کو کسی طرح گوارا نہیں۔ کہ حاجیوں کا جہاز روکا جائے۔ اور وہ حج کئے بغیر واپس آجائیں"۔ لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہر موقع پر انہوں نے یہی کہا۔ کہ ہم فلاں بات گوارا نہیں کر سکتے۔ مگر سب کچھ گوارا کرتے رہے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ اس قسم کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کرتی ہوئی حاجیوں کے جہاز کو خطرہ کے منہ میں پڑنے سے بچالے ؛

چودھویں صدی کے مولوی

جناب مولوی سید حبیب صاحب ایڈیٹر "سیاست" نے اول تو اپنے اخبار ۲ر جون میں یہ اعلان کیا ـ کہ چونکہ "ملک و ملت کے اہم تر معاملات ہماری توجہ کے محتاج ہیں"۔ اسلئے "ہم حزب الاحناف کے متعلق آئندہ خود نہ لکھینگے۔ اور نہ کوئی مراسلت شائع کرینگے"۔ اور پھر پیر جماعت علی شاہ صاحب کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہو کر "چند منٹ بالمشافہ گفتگو" کا شرف حاصل کیا۔ جسکے نتیجہ کا اعلان "شکر للہ میان من او صلح فتاد" کے دلکش عنوان کے ماتحت ۵ر جون کے سیاست میں بڑے طمطراق کے ساتھ اسطرح کیا۔ کہ "جلد دل صاف ہو گئے۔ اور پرانی باتوں کو پس پشت ڈالکر آئندہ کیلئے دعا خیر کی گئی"۔

اس صفائی دل کی ضرورت جناب مولوی سید صاحب کو کیوں آئی۔ اسکے متعلق ان کا اپنا بیان یہ ہے۔

(۱) "میرا مسلک ہی صلح کل ہے۔ اور میں مسلمانوں کے کسی گروہ یا فرقہ سے تا بحد امکان خود کشیدہ تعلقات پیدا کرنا نہیں چاہتا"۔

(۲) "زیادہ اہم اور فوری توجہ کے محتاج اسلامی معاملات کا تقاضا ہے۔ کہ ہم باہمی مناقشات کو مٹا دیں۔ یا کم از کم نظر انداز کر دیں"۔

یہ دونوں امور ایسے ہیں۔ جو قابل مبارکباد ہیں لیکن گذارش صرف استقدر ہے۔ کہ کیا یہ وہی "حزب الاحناف" اور وہی "پیر جماعت علی شاہ صاحب" تو نہیں جنکی "نذر" کے عنوان سے اخبار "سیاست" ۳ر جون میں حسب ذیل الفاظ شائع کر چکا ہے۔

(۱) "حزب الاحناف کے نام نہاد پیروں اور جاہل ملاؤں کے فتوے"۔

(۲) "مکر و تزویر کے منکے الٹنے والے حجروں میں بیٹھکر حلوہ مانڈے پر اسلام کو برباد کرنیوالے پیروں اور ملاؤں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے"۔

(۳) "ان نام نہاد پیروں نے کفار کی امداد کی"۔

(۴) "پیر جماعت علی شاہ اور دیدار علی کہاں تھے جبکہ دنیائے اسلام کفر کے ساتھ برسر پیکار تھی۔ یہ سب اسوقت حجروں میں بند تھے۔ یاد رکھو بھائیو۔ یہ سب شیطان بہ شکل انسان ہیں"۔

پھر یہی نہیں۔ بلکہ یہاں تک لکھا گیا کہ

"یہ زمیندار و سیاست اور پیروں کی جنگ نہیں۔ یہ تو اسلام اور کفر کی جنگ ہے۔ کفر نے اب فتوٰی کا جامہ پہن لیا ہے"۔

"یہ زمیندار اور سیاست کے مقاطعہ کا جھگڑا نہیں۔ بلکہ یہ کفر و حق کا جھگڑا ہے"۔

استقدر دُر افشانی کے بعد یہ بھی کہا گیا۔

"اے مسلمانان لاہور تمہارے لئے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ تمنے ان کانوں سے ایسے فتوے سنے۔ اور تم میں سے کسی کو بھی حق کی آواز بلند کرنیکی جرأت نہ ہوئی"۔

میں پوچھتا ہوں کیا وہ پیر صاحب جنہیں "سیاست" دو ایک دن ہی پہلے "نام نہاد" "اسلام کو برباد کرنیوالے" "شیطان بہ شکل انسان" قرار دیچکا۔ اور انکے مقابلہ کو "اسلام اور کفر کی جنگ" "کفر و حق کا جھگڑا" لکھ چکا ہے۔ ان سے صلح کرنا اور بالفاظ "زمیندار" (۷ جون) "پیر جماعت علیشاہ صاحب سے رشتہ مودت و موانست استوار کر کے حزب الاحناف کی جھکی ہوئی گردن کو اوپر اٹھانا" انکے ان الفاظ کا مصداق بننا نہیں جو مسلمانان لاہور کے متعلق کہے گئے۔

پھر میں پوچھتا ہوں۔ اگر ایسے مولویوں اور پیروں سے جنکی صفات "سیاست" ہی کے الفاظ میں اوپر مذکور ہیں صلح کی جا سکتی۔ اور اسپر خدا کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ اور انکے خلاف کچھ نہ لکھنے یا شائع نہ کرنے کی وجہ "صلح کل مسلک" اور "فوری توجہ کے محتاج اسلامی معاملات" ہو سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ یہ باتیں جماعت احمدیہ کے خلاف نیش زنی سے باز نہیں رکھ سکتیں۔ کیا جناب مولوی سید حبیب صاحب کو معلوم نہیں۔ آئے دن انکے اخبار میں جماعت احمدیہ کے خلاف خواہ مخواہ دل آزار اور رنجدہ مضامین شائع ہو کر انکے "صلح کل مسلک" کی مٹی پلید کرتے رہتے ہیں۔ کیا جناب مولوی سید صاحب بتلا سکتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے کب ان سے کشیدہ تعلقات پیدا کئے۔ اگر نہیں بتلا سکتے۔ تو ہمارے متعلق انکے اخبار کا طرز عمل انکے اس قول کو بالکل غلط قرار دے رہا ہے۔ کہ "میں مسلمانوں کے کسی گروہ یا فرد سے تا بحد امکان خود کشیدہ تعلقات پیدا کرنا نہیں چاہتا"۔

کیا ہی شرم کی بات ہے جس پرچہ میں جناب مولوی سید صاحب اپنے متعلق یہ تعلی فرما رہے تھے۔ اسی پرچہ میں بلکہ اسی ورق پر ہمارے خلاف سر تا پا دروغ سے پُر ایک طویل مضمون بھی شائع کر رہے تھے۔ ایسی صورت میں کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب اور حزب الاحناف سے صلح کی جو وجوہات انہوں نے رقم فرمائی ہیں۔ وہ درست ہیں۔ اور دال میں کچھ کالا نہیں۔

ممکن ہے جناب مولوی سید صاحب کا "صلح کل مسلک" جماعت احمدیہ کو مسلمانوں کے کسی گروہ میں شامل نہ سمجھے۔ اور جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد کا جرم ان کے نزدیک ناقابل عفو اور "تعلقات کشیدہ پیدا کرنے کا لا علاج باعث ہو۔ مگر جن سے وہ "رشتہ مودت و موانست استوار" کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ ان سے تو بہر حال کم ہی ہے۔ اور اسکا اعلان وہ خود اپنے اخبار میں کر چکے ہیں۔ چنانچہ جس ۳ر جون کے سیاست میں پیر جماعت علی شاہ صاحب وغیرہ کو "شیطان بہ شکل انسان" قرار دیا گیا اسی میں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ:-

"مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوٰی کیا۔ اور ہر ایک شخص اسکے مخالف ہے مگر اے پیر پرستو کیا جماعت علیشاہ نے بھی کچھ کسر رکھی ہے۔ وہ تو مرزا سے بھی چار قدم آگے بڑھ گیا"۔

چار قدم آگے بڑھنے والوں سے صلح و اتحاد "شیطان بہ شکل انسان" کے خلاف ایک لفظ بھی لکھنے کا اعلان اور اسلام کے مقابلہ میں کفر کا جامہ پہننے والوں سے دوستی مگر جماعت احمدیہ کے متعلق نیش زنی سے کیا اس امر کا ثبوت دینا مقصود ہے۔ کہ

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ اگر یہی بات ہے۔ تو جناب مولوی سید حبیب صاحب چودہویں صدی کے مولویوں اور پیروں میں شمولیت پر جس قدر فخر کریں۔ کم ہے ؛

وجود مخالفین کے فوائد

گذشتہ سے پیوستہ

(جناب حافظ روشن علی صاحب کی ایک تقریر)

ابھی چند دن ہوئے۔ میں جس سفر سے واپس آیا ہوں۔ اسی کا ذکر ہے۔ ڈیرہ نانک میں چند ایک ہمارے احمدی بھائی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ وہاں کے غیر احمدی کبھی ہماری باتوں کو نہیں سنتے تھے۔ لیکن اس دفعہ انہوں نے ان چند احمدیوں کے مقابلہ میں مولوی بلائے اور بحث کا اعلان کر دیا۔ ہزاروں آدمی جمع ہو گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو بھاگ گئے۔ اور انہوں نے بحث سے گریز کیا۔ لیکن مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے بحث کی۔ کیونکہ غیر احمدیوں میں سے ہی بہت سے آدمی اس بات پر زور دینے لگ گئے کہ ہم ضرور بحث کرائیں گے۔ اس طرح وہ لوگ جو کبھی ہماری باتوں کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ انہوں نے ہماری باتوں کو سنا۔ اگر ہم ہزاروں روپے بھی خرچ کرتے۔ تو یہ فائدہ ہم حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ تو اس طرح لوگوں کو تحقیق کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ جس سے انہیں اپنے مولویوں کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور بہت سی سعید روحیں سلسلہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ یہ اتنا عظیم الشان فائدہ ہے۔ کہ ہم خواہ کتنی بھی کوشش کریں۔ اور خواہ کتنا ہی خرچ برداشت کریں۔ مخالفین کے وجود کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ انہی کی آواز پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہی کا لوگوں پر تسلط ہوتا ہے۔ اور پھر انہیں کی باتوں سے ان کو توجہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ اصلیت کو معلوم کریں۔ اگر وہ مخالفت نہ کریں۔ اور لوگوں کو برانگیختہ نہ کریں۔ تو ان کو سلسلہ حقہ کی طرف توجہ ہی نہ ہو۔ کیونکہ وہ راستی اور سچائی سے بالکل دور پڑے ہوتے ہیں۔ اور نزدیک نہیں آنا چاہتے۔ لیکن مخالفین کی انگیخت جن کے تسلط میں وہ ہوتے ہیں۔ ان کو قریب لے آتی ہے۔ اور پھر صداقت اور راستی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

مخالفین کے وجود کا دوسرا فائدہ

دوسرا فائدہ جو ان مخالفین کے وجود سے کسی سلسلہ حقہ کو ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو کوئی نہ جان سکتا۔ اس کی طاقت اور قدرت ظاہر نہ ہوتی۔ اور یہ پتہ نہ لگتا۔ کہ نبیوں کا اس سے تعلق ہے۔ اور وہ ان کا مددگار ہے۔ اگر مخالفین انبیاء کا مقابلہ نہ کرتے۔ اور ان کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور نہ لگاتے۔ تو نہ خدا تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی۔ اور نہ انبیاء کا خدا سے کوئی تعلق ثابت ہوتا۔ اور بسبب ان مخالفین کی مخالفت سے خدا تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ وہاں انبیاء کی صداقت اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین وکفی بربک ھادیا ونصیرا۔ کہ ہر ایک نبی کے لئے ہم نے مجرموں کو ان کا دشمن بنا دیا ہے۔ اس بات کے دکھانے کے لئے کہ تیرا رب ہی واقعی ہادی اور مددگار ہے۔ وہ راستی کو اور راستی کی اشاعت کرنے والوں کو پوری طاقت اور زور کے ساتھ مٹانا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ راستی کو قائم کرتا اور انبیاء کی نصرت فرماتا ہے۔ جس سے مخالفین اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ خدا کے ساتھ اس مدعی کا تعلق ہے۔ اور اس کی نصرت اس کے شامل حال ہے۔ ورنہ اس کی کیا طاقت تھی۔ کہ اتنے کثیر التعداد دشمنوں کے مقابلہ میں تن تنہا کامیاب ہو جاتا۔ تو دوسرا فائدہ مخالفین کا یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور انبیاء کی نبوت کا ثبوت مجرمین کی مخالفت سے ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے من المجرمین کا لفظ رکھ کر یہ بتلایا ہے۔ کہ گو ہم سے انہوں نے قطع تعلق کیا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم ان کو بے فائدہ نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ ان سے بھی کام لیتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ تعلق پیدا کر کے تم ادھر کام نہیں دیتے۔ تو پھر مخالفت ہی کرو۔ تا دوسروں پر انبیاء کی صداقت ظاہر ہو۔

تیسرا فائدہ

تیسرا فائدہ جو مخالفین کے وجود سے ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان کی مخالفت سے مومنوں کی عزت اور ان کے اخلاق فاضلہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر مخالفین مخالفت نہ کریں۔ تو مومنین کے اخلاق فاضلہ پر پردہ پڑا رہے۔ اور وہ دوست دشمن کے لئے نمونہ نہ بن سکیں۔ دیکھو اگر دشمن مقابلہ نہ کرتے۔ تو صحابہ کے اخلاق اور ان کی بڑی بڑی قربانیوں کا اظہار کس طرح ہو سکتا۔ جن کی وجہ سے آج وہ راستی شعار لوگوں کی نظروں میں بڑی معزز اور برگزیدہ قوم ہے۔ مخالفوں نے مخالفت کی۔ جس پر انہیں اخلاق دکھانے کا موقعہ ملا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولنبلونکم حتیٰ نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم۔ کہ اے مسلمانو! تمہارا بھی امتحان لیا جائیگا۔ تا مجاہد اور صابر ظاہر اور ممتاز ہو جائیں۔ تو صحابہ کا مستقل مزاج ہونا اور انکی ثابت قدمی تبھی ظاہر ہوئی۔ کہ انکے مقابلہ میں مخالفین نے مخالفت کی ورنہ آج ہمکو انکی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کا کیا پتہ لگتا۔

مولوی نعمت اللہ خاں کی شہادت

مثلاً آج جو نعمت اللہ خاں صاحب کو حادثہ پیش آیا۔ اور جس قربانی کا ان کو موقعہ میسر آیا۔ اگر مخالفین کی اشد مخالفت نہ ہوتی۔ تو ان کو یہ عزت کس طرح حاصل ہو سکتی۔ وحشی اور بے تمیز دشمنوں نے ظالمانہ طور پر ان کی جان لے لی۔ جس پر انہوں نے نہایت بہادری کے ساتھ ثابت قدمی دکھلائی۔ اور ساری دنیا پر اپنی خوبی ثابت کر دی۔ تو مومن کے سارے جوہروں کا ظہور انہی دشمنوں کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھداء واللہ لا یحب الظالمین۔ کہ مومنوں پر ایسے دن بھی آتے ہیں کہ مخالفین ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ تاکہ مومن ممتاز ہو جائیں۔ اور لوگ بھی شاہد ہو جائیں۔ کہ انہوں نے سچائی کے لئے کس قدر ہمت اور استقلال دکھایا۔

607

مومن اور منافق میں امتیاز

اسی طرح مومن اور منافق کے درمیان تمیز کا موجب بھی مخالفین ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ آرام میں تو ہر کوئی دوست بننے کے لئے تیار رہتا ہے۔ مگر اصل میں مصیبت کے وقت جو ساتھ دیتا ہے۔ وہی سچا ساتھی ہوتا ہے۔ تو مخالفین کی مخالفت اور دشمنی مومنین سے منافقین کو جدا کر دیتی ہے۔ وہ ان مصائب میں ثابت قدمی اور استقلال نہیں دکھا سکتے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ ولئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العالمین ولیعلمن اللہ الذین امنوا ولیعلمن المنافقین۔ کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا دعویٰ ہوتا ہے۔ کہ ہم بھی اللہ کو مانتے ہیں۔ لیکن جب ان کو خدا کی راہ میں مخالفین دکھ اور ایذاء پہنچاتے ہیں۔ تو وہ لوگوں کے فتنے کو عذاب الٰہی تصور کرتے ہیں۔ اور جب خدا کی طرف سے مومنین کی کوئی نصرت ہوتی ہے۔ تو جھٹ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ ہیں۔ خدا تو لوگوں کے سینوں کے حالات کو خوب جانتا ہے۔ لیکن اس قسم کے امتحان اس لئے پیش کرتا ہے۔ تاکہ مومن اور منافق میں امتیاز پیدا ہو جائے۔ وہ خود تو جانتا ہے۔ لیکن دنیا کے سامنے بھی وہ ان کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تا وہ بھی جان لیں۔ کہ کون سچا مومن ہے۔ اور کون منافق۔ تو اگر مخالفین کا وجود نہ ہو۔ تو مومنین کے تمام جوہر مخفی رہیں۔ اور ان کی کوئی قدر قیمت ہی نہ ہو۔

چوتھا فائدہ

چوتھا فائدہ جو مخالفین کے وجود سے

ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مخالفین کی مخالفت سے انسان کے اپنے قلب کی تحیص ہو جاتی ہے۔ کئی دفعہ انسان اپنی نسبت بہت بڑی حسن ظنی کر لیتا ہے۔ گو اس کے اندر اس وقت کوئی نفاق کوئی شک موجود نہیں ہوتا۔ لیکن جو اندازہ اس نے اپنے قلب کی نسبت لگایا ہوتا ہے۔ وہ درست نہیں ہوتا تو مخالفین کی مخالفت کی وجہ سے وہ اپنے قلب کی حالت کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے۔ جس کا پتہ بجز مخالفین کی مخالفت کے اس کو نہیں لگ سکتا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولیبتلی اللّٰہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم۔ کہ بعض امتحان اور مصائب اس لئے آتے ہیں۔ تا تمہارے دل کی اصلی کیفیت ظاہر ہو جائے۔ اور تمہارے دلوں میں جو اعتقاد ہیں۔ ان کو خالص کر دے۔ اعتقاد کی کمزوری اور شک کا امکان سب دور ہو جائے۔ پس مخالفین کے وجود سے مؤمنین کو یہ بھی ایک عظیم الشان فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

قرآن کریم اور مخالفین

ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ اگر مخالفین کا وجود دنیا میں نہ ہوتا۔ تو قرآن صرف اتنا ہی ہوتا۔ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ یہ مخالفت کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ انہوں نے سوالات اور اعتراضات کئے۔ جس کی وجہ سے نئے نئے علوم اور حقائق اور معارف قرآن کریم میں بیان کئے گئے۔ جس طرح چقماق کو جب تک لوہے پر نہیں مارا جاتا آگ نہیں نکلتی۔ اور جب تک بچہ روتا نہیں۔ ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں اترتا۔ جب تک گرمی کی شدت نہ ہو۔ بارش اور ٹھنڈی ہوائیں نہیں آتیں اسی طرح اگر مخالفین نہ ہوں۔ اور وہ شکوک اور شبہات پیش نہ کریں۔ تو نئے سے نئے علوم اور معارف بھی ظاہر نہ ہوں چنانچہ حضرت مسیح موعود کی اور دیگر آئمہ کی اس قدر تصانیف کا باعث یہی مخالفین ہوئے ہیں۔

مخالفین کو نیت کا بدلا

کوئی کہے۔ جب مخالفین کا وجود اس قدر مفید ہے۔ تو پھر وہ نہایت ہی حسن سلوک اور انعامات کے مستحق ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر وہ اس نیت سے اعتراض پیش کریں۔ کہ تا علوم میں ترقی ہو۔ تو وہ ضرور اجر کے مستحق ٹھہریں۔ لیکن جیسا کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ کہ اعمال کا بدلہ نیت کے مطابق ملتا ہے۔ ان کی نیت اور ان کا مقصد چونکہ یہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے اس طریق سے لوگوں کو حق سے روکتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ لوگ ہدایت سے دور رہیں۔ اس لئے وہ اپنی نیت کا بد سزا پاتے ہیں

پادری عبدالحق صاحب کی عربی دانی

کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ایک شخص جس زبان کو نہ جانتا ہو۔ اس کا عالم فاضل ہونے کی شیخی بگھارے۔ ہم عام دیسی پادریوں کے متعلق عموماً اور پادری عبدالحق صاحب کے متعلق خصوصاً یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ زبان عربی سے بے بہرہ ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہمہ دانی بالکل غلط ہے۔ لیکن مجھے بہت تعجب ہوا۔ جب ۱۶ مئی ۱۹۲۵ء کو قریباً پانچ بجے شام۔ پادری۔ پی۔ ڈی۔ پال چیئرمین مسیحی تبشارتی انجمن قصور کے مکان پر پادری عبدالحق صاحب نے پادری صاحب موصوف۔ مرزا محمد صدیق بیگ صاحب احمدی اور دیگر چند عیسائیوں کی موجودگی میں کہا۔ میں عربی کا ماہر ہوں۔ مگر خیر سے پہلے ہی فقرہ میں ترکی تمام ہو گئی۔ کہنے لگے۔ "ھل تتکلمَ فی اللسان عربی" میں نے کہا۔ یہ فقرہ بالکل غلط ہے۔ ھَلْ کے بعد نصب کیسی۔ دو تین مرتبہ کہنے کے بعد گھبرا کر بولے "ھَلْ تتکلمُ فی اللسان عربی"! میں نے کہا اب بھی غلط ہے۔ مگر وہ اس کی صحت پر مصر تھے۔ کئی مرتبہ کے تکرار کے بعد سمجھے۔ کہ تتکلم مرفوع چاہیئے۔ میں نے کہا فقرہ اب بھی غلط ہے۔ کیا آپ لکھ سکتے ہیں۔ وہ لکھنے سے کنارہ کشی کرتے تھے۔ مگر بعد مشکل انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھ دی۔ جو میرے پاس موجود ہے۔

"ھَل تتکلمُ فی اللسان عربی" اگر یہ لسان عربی کی رُو سے غلط ہے۔ تو میں مانتا ہوں۔ کہ اللہ دتا جالندھری زبان عربی میں مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔ عبدالحق"

حالانکہ عربی زبان سے معمولی واقفیت رکھنے والا طالب علم بھی اس فقرہ میں کئی غلطیاں نکال سکتا ہے مثلاً "فی" کی جگہ "با"، اور "عربی" کی جگہ "العربی" چاہیئے تھا۔ مگر جناب کو اس کی صحت پر اصرار ہے۔ اس سے پادری عبدالحق صاحب کی عربی دانی کے علاوہ معقولات سے واقفیت کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ والسلام

خاکسار اللہ دتا جالندھری۔ مولوی فاضل۔ قادیان

گھر بیٹھے قرآن مجید باترجمہ سیکھنے والے احباب

جو احباب اپنے گھروں میں رہ کر قرآن مجید سیکھنا چاہتے ہوں۔ وہ نظارت تعلیم و تربیت قادیان سے خط و کتابت کریں۔ نظارت انکے سکھانے کا انتظام انشاء اللّٰہ العزیز ایسے طریق سے کریگی۔ کہ وہ قرآن مجید کے معانی سیکھ سکینگے۔ بشرطیکہ وہ اردو خوب جانتے ہوں۔ والسلام

ناظر تعلیم و تربیت

چاہ کن را چاہ در پیش

مولوی ظفر علی خانصاحب پر فتویٰ کفر

غریب احمدیوں کو ارتداد کے جرم میں افغانستان میں سنگسار کیا گیا۔ کہ جمیعۃ العلماء کے مولاناؤں کا تو فتویٰ سازی خیر پیشہ ہی ہے مولانا ظفر علی خاں نے بھی احمدیوں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ جس وقت بہانگ دہل مولانا ظفر علی خاں احمدیوں کے ارتداد کا اعلان کرتے تھے۔ شاید ہر فرعونے را موسیٰ کی ضرب المثل ان کے حافظہ سے اتر چکی تھی۔ لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا۔ کہ مولانا اپنے دام میں آپ ہی اسیر ہو گئے۔ اور احمدیوں کو اپنے دل کے بخارات نکالنے کا خوب موقعہ مل گیا۔ مولانا احمدیوں کو کافر اور مرتد گردانتے تھے۔ لیکن ایسے مسلمان نکل آئے۔ جنہوں نے مولانا کے دفتر کے سامنے جلسہ کیا اور ان میں سے حضرت رفیع الدرجت عظیم البرکات جانشین اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے ذیل کا فتویٰ صادر فرمایا:۔

"میرا فتویٰ مولوی ظفر علی خاں کے متعلق یہ ہے۔ کہ وہ کافر ہو گیا اور اس کا کفر اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ کہ اس کی زوجہ پر طلاق ہو گئی۔ اور اب اس کو حق حاصل ہے۔ کہ بلا عدت کسی دوسرے سے نکاح کرے"!

لیکن یہ فتوےٰ اتنا سخت ہے۔ کہ اس کا اثر مولانا ظفر علی خاں سے گذر کر اس کے کافر ہونے میں شک کرنے والوں تک بھی مار کرتا ہے۔ چنانچہ بریلوی حضرت کہتے ہیں:۔

"جو شخص ظفر علی خاں کے کافر ہونے میں شک کریگا۔ وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ اور اس کی بیوی پر بھی طلاق ہو جائے گی"!

آہ! جس کفر اور ارتداد کا جال مولانا نے احمدیوں کے لئے بچھایا تھا۔ وہ خود اس میں ایسے پھنسے کہ رہائی محال ہے (پرکاش ۷ جون)

فہرست خطابات اور مولوی ظفر علیخان صاحب

جن ۵۰۰ مسلمانوں کو خطابات ملے ہیں۔ ان میں ہم نے افسوس سے دیکھا بعض نام جہاں نظر نہیں آتے۔ مولانا ظفر علی نے انگریزوں کے چچا زاد بھائی ہونے کا رشتہ بھی نکالا۔ گوجرانوالہ میں سٹر او برائن کو ایڈریس دینے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ لیکن پھر بھی مولانا ظفر خطاب سے محروم رہے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ اپنے ایسے خدمتگاروں کی حوصلہ شکنی نہ کیا کرے۔ اسی طرح مسلمانوں کی فہرست میں کچھ اور بھی فروگذاشتیں ہیں۔ جن کا ذکر کسی دوسرے موقعہ پر ہو سکیگا۔ آج صرف ایک بڑی غلطی کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی گئی ہے (ملاپ ۹ جون)

(بقیہ صفحہ ۲)

شق صدر میں حکمت پھر آپ نے بیان کیا۔ آنحضرت صلعم کا سینہ مبارک چاک کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ کو قرآن مجید کی آیت ن والقلم و ما یسطرون میں قلم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح قلم خود کچھ نہیں لکھ سکتا۔ جو کاتب لکھنا چاہے گا وہی لکھے گا۔ اسی طرح آنحضرت بھی وہی کچھ کہتے جو خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ مگر یہ تشبیہ مکمل ہو نہیں سکتی تھی۔ جب تک آپ کے سینہ مبارک کو اسی طرح چاک نہ کیا جاتا۔ جس طرح قلم کو شگاف دیا جاتا ہے۔ آپ نے بطور اعتراض بیان کیا۔ کہ آنحضرت براق پر سوار ہوئے۔ بھلا زمین بھی براق پر سوار ہوا کرتی ہیں۔ (شاید مولانا نے کبھی خواب میں کسی گھوڑے پر سواری وغیرہ کا نظارہ نہیں دیکھا)

معراج میں حضرت موسیٰ نے آنحضرت سے نمازوں کی تخفیف کے لئے کہا۔ اور آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم نے نہ کہا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ وہ مقام ادب میں تھے۔ اور یہ مقام ناز میں تھے۔ اس لئے انہوں نے ہی یہ کہنے کی جرأت کی

اس کے بعد مولوی مرتضےٰ حسن صاحب ہمارے اشتہاروں کا جواب دینے کے لئے اٹھے۔ مگر ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ اور کسی مسئلہ پر بھی بحث کے لئے تیار نہ ہوئے۔ بار بار یہی کہتے رہے دیکھو مجھے ڈربھنگی لکھا ہے۔ حالانکہ دال پر پیش نہیں ڈالا گیا تھا۔ اس سے حاضرین پر اتنا اثر ضرور پڑا۔ کہ انہوں نے خیال کیا کہ ڈربھنگی کے لفظ میں کوئی بات ضرور ہے۔ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب کی تقریروں کا خلاصہ اپنی کتاب کا اشتہار ہوتا تھا۔ اور دو اور دو چار روٹیوں کا ہی معاملہ تھا۔ آخری تقریریں بھی کہنے لگے۔ کہ بھی آج قادیان فتح ہو گیا۔ اور مرزائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس لئے اس خوشی میں میں اپنی کتاب کی قیمت دس آنے کی بجائے آٹھ آنے کرتا ہوں۔ اب تو ضرور خریدو۔ بے شک آئندہ کے لئے جلسہ کرو یا نہ کرو۔ اب تو مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا اب ہمارے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ ہمارے شاگرد ہی یہ کام کر لیا کرینگے۔ اب یہ کتاب جو میں نے لکھی ہے۔ یہی کافی ہے۔ اس کو ضرور خریدو۔

نتھا مرتضےٰ اسی سلسلہ میں انہوں نے باہیں ریش وفش کہا۔ جب میں قادیان آنے لگا۔ تو میری والدہ جو بہت بڑھیا ہے سنتی نہیں۔ دیکھتی نہیں۔ ان سے رخصت چاہی۔ اکثر میں ہی ان کی خدمت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ نتھے مرتضےٰ تم اس وقت کہاں جاتے ہو۔ بہو کی حالت پر نظر کرو۔ مجھے بھی دیکھو۔ میں نے کہا۔ جو کچھ بھی ہو۔ جس نے مرنا ہے اس نے مرنا ہی ہے۔ میں تو ضرور جاؤں گا۔ ایسی حالت میں میں آیا ہوں

مگر الحمد للہ کہ آج قادیان فتح ہو گیا ؟

چندہ چندہ کے متعلق ہر تقریر میں چار یا پانچ دفعہ اپیل کی جاتی۔ میرے خیال میں جتنی دفعہ چندہ کی اپیل کی گئی۔ اتنے روپے بھی جمع نہیں ہوئے۔ ہماری طرف سے عام دعوت کے عنوان سے اشتہار شائع کیا گیا۔ اور تقریروں کا اعلان کیا گیا۔ ہم اپنی تقریروں کے بعد سوال و جواب کا موقع بھی دیتے تھے۔ مگر کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ ۸ رجون کو گیارہ بجے ان کا جلسہ ختم ہوا۔ تین بجے ہمارا جلسہ مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ استاذی حافظ روشن علی صاحب نے حیات مسیح پر اور خاکسار نے ختم نبوت پر تقریر کی۔ اس کے بعد سیدی و آقائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک پرتاثیر اور پر معارف تقریر فرمائی۔ اور تمام علماء کو قرآن مجید کے بالمقابل معارف لکھنے کے لئے چیلنج دیا۔ اس کے بعد حسب ذیل اصحاب نے بیعت کی۔ (۱) میاں حکومت صاحب موضع ننگل ضلع گورداسپور (۲) محمد علی صاحب۔ تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور (۳) شہاب الدین صاحب قادیان (۴) نظام الدین صاحب مالیر کوٹلہ (۵) حاجی نتھو صاحب سندھ (۶) محمد شریف صاحب قادیان (۷) جلال الدین صاحب سیکھواں ضلع گورداسپور (۸) خیر دین صاحب جنڈھیر۔ ضلع امرتسر (۹) سردار صاحب اٹھوال۔ گورداسپور (۱۰) ابراہیم صاحب قادیان (۱۱) تاج محمد صاحب۔ چھرانوالی۔ گجرات (۱۲) لعل دین صاحب ترکھانانوالی متصل قادیان (۱۳) کھیڑا صاحب ترکھانانوالی متصل قادیان (۱۴) عبد اللطیف صاحب موضع سکھداری ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ (۱۵) جلال الدین صاحب قادیان ؟

افسوس بانیان جلسہ کو جو افسوس ہوگا۔ وہ تو ہو ہی گا۔ مگر ہم بھی افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ایک تو اس دفعہ حاضرین جلسہ کی تعداد بہت کم تھی۔ دوسرے مولوی ثناء اللہ صاحب بھی نہ آئے۔ ان دو وجہوں کی وجہ سے ہمیں بھی نقصان ہوا ہے۔ جلسہ کی ایسی حالت کو دیکھ کر غالباً دیوبندیوں نے کہہ دیا۔ اب ہمارے آنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ جب کوئی پوچھتا نہیں۔ آمد ورفت کا کرایہ تک وصول نہیں ہوتا۔ تو آنے کا کیا فائدہ۔ معلوم ہوا ہے۔ اب کے جو تھوڑے بہت لوگ آئے انہیں نہ تو رات کاٹنے کے لئے مناسب جگہ ملی۔ نہ پیٹ بھر کے کھانا نصیب ہوا۔ ایک وقت تو یہ نظارہ دیکھا گیا۔ کہ سٹیج کے میز پر کتابوں کی بجائے روٹیاں چنی گئیں۔ پھر چھین جھپٹ کر جو کسی کی قسمت میں تھی۔ اس نے حاصل کر لی۔ اس وقت چند دیہاتی اس جلسہ کے سیکرٹری مہر دین کے متعلق بایں الفاظ اظہار ہمدردی کر رہے تھے۔ کہ لوگ خواہ مخواہ کھانے کے لئے تنگ کرتے ہیں۔ اس بیچارے کی اتنی حیثیت کہاں۔ کہ کچھ انتظام کر سکے۔ مگر لوگ خیال ہو کر تے ہیں۔ یہ سب کچھ اکٹھا کر کے گھر میں ڈال لیتا ہے۔ اور جلسہ اس نے آمدنی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ غرض ہر رنگ میں اس سال کا جلسہ نہایت ابتر اور خستہ حالتیں تھا۔ ہمارے ہاں پہرہ وغیرہ کا انتظام حسب معمول تھا۔ (خادم جلال الدین شمس از قادیان)

ممالک غیر کی خبریں

—— چکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مسٹر کارسن نے تین سال تک مسلسل تجربہ کرنے کے بعد ثابت کیا ہے۔ کہ قیام شباب کے لئے روزہ رکھنے سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں ہے ؛

—— فرانسیسیوں کا خیال ہے۔ کہ عبدالکریم کی فوج میں یورپین۔ مصری۔ ہندوستانی اور ٹیونسی ماہرین موجود ہیں۔ یہ بھی خیال ہے۔ کہ جرمنی سے بھی اسے امداد ملتی ہے ؛

—— اہل ریف ہمبرگ میں اسلحہ جات خریدنے گئے ہیں۔ عبدالکریم نے جرمن ڈاکٹروں کی ایک تعداد بھی بھرتی کرلی ہے۔

—— پائنیر کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے۔ حکومت حجاز نے حکومت مصر کو ایک مکتوب روانہ کیا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ رابغ۔ لیث۔ قنفذہ۔ وغیرہ کی بندرگاہوں میں حاجیوں کے اترنے کے متعلق ذمہ واری نہیں لیتی۔ کیونکہ وہ جنگی علاقے ہیں۔ جہاں ہاشمی جہازات اکثر گولہ باری کرتے ہیں۔

—— لنڈن ۴ر جون۔ قسطنطنیہ سے ایک خبر موصول ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں مسٹر عبدالرحمن پشاوری کو بڑی بے دردی سے قتل اور گھائل کیا گیا۔ مسٹر عبدالرحمن صاحب ڈاکٹر انصاری کے ماتحت طبی وفد کے ایک رکن ہونے کی حیثیت سے قسطنطنیہ گئے تھے۔ آپ چار گھنٹوں تک برابر بازار میں پڑے رہے۔ اس عرصہ میں بارش بھی برابر ہوتی رہی۔

—— مشہد ۳ جون۔ نوشکی دزداب ریلوے پر ایک اہم اسٹیشن میرجاوہ ہے۔ جس پر بلوچوں نے قبضہ کرلیا ہے۔ مقام خواش کو جو میرجاوہ سے تقریباً ۹ میل جانب مغرب ہے اور جہاں کچھ تھوڑی سی ایرانی فوج تھی۔ باغیوں نے مسخر کرلیا ہے ؛

—— مشہد مقدس۔ ۳ر جون۔ جنوبی بریگیڈ کے کمانڈر کرنل علی شاہ اور میجر شجاع ناظم کو خواش کے قریب باغیوں نے گرفتار کرلیا ہے۔ یہ افسران معائنہ کرنے کی غرض سے خواش جا رہے تھے

—— پیرس ۱۴ جون۔ فیض کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہوائی جہازوں نے دو دن کی گولہ باری سے اہل ریف کے دو سو پچاس مجاہدین شہید کر دیئے۔ اور تین سو جنگ آزما مجروح ہو گئے ؛

—— ڈربن۔ ۵ر جون۔ شہزادہ ویلز نے آج جدید "ڈک" جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ کا افتتاح کیا۔ جس میں دنیا کے بڑے سے بڑے جہاز آرام کے ساتھ ٹھہر سکیں گے ؛

—— شاہ فواد نے لارڈ ایلنبی کو گرانڈ کارڈن اوف محمد علی کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے

—— قسطنطنیہ ۴ر جون۔ حکومت انگورہ نے انجمن ترقی کی تمام شاخوں کو توڑ دینے کے احکام نافذ کئے ہیں۔ کیونکہ وہ رجعت پسند ہے۔ اس کے نمائندے مذہبی پروپیگنڈا کو سیاسی مقصد کے حصول کے لئے استعمال کر رہے ہیں ؛

—— قسطنطنیہ ۵ر جون۔ لطفی فیکوئی۔ جو مقامی بار کے صدر ہیں۔ اور گذشتہ سال عدالت استقلال نے جن کو مقدمہ کی سماعت کے بعد رہا کر دیا تھا۔ آج پھر دس مشہور و معروف ترکوں کے ساتھ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ ان پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ نظام حکومت کے خلاف وہ سازش پھیلا رہے ہیں ؛

—— صوفیہ ۴ر جون۔ پولیس اشتراکیوں کے خلاف سرگرمی کا اظہار کر رہی ہے۔ اب تک چار سو پچاس آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان کے پاس نہ تو شناخت کے کاغذات تھے۔ اور نہ کسی خاص پیشہ میں مصروف تھے۔ ورنہ میں حکام نے ایک سو چالیس اشتراکیوں کو گرفتار کیا ہے ؛

—— روم ۴ر جون۔ اٹلی اور روس کے درمیان فروری ۱۹۲۴ء میں جو تجارتی معاہدہ ہوا تھا۔ چیمبر نے اس کی منظوری دیدی ہے۔

—— لنڈن ۴ر جون۔ اتحادیوں نے جرمنی کو جو نوٹ دیا ہے۔ اس میں ذیل کے مطالبات درج ہیں۔ (۱) نام نہاد جرمن فوجی عملہ کو موقوف کر دیا جائے۔ (۲) جرمن پولیس کی تعداد تین لاکھ کی بجائے ۱½ لاکھ کر دی جائے۔ (۳) تمام بادشاہ پسند اور جبر پسند قومی جماعتوں کو توڑ دیا جائے (۵) اتحادی ممالک کی طرح پولیس نجی کے گھروں میں رہے البتہ برلن اور چند اور شہروں کے لئے عارضی طور پر بارکیں رکھی جائیں ؛ جرمن وزیر نے لکھا ہے۔ کہ اس مکتوب پر وزارت جرمنی جلد غور کرے گی۔ اور مزید کارروائی کا فیصلہ کرے گی کہا جاتا ہے۔ کہ جرمن صدر ہنڈنبرگ استعفاء دے دے گا مگر ان شرائط پر دستخط نہ کرے گا ؛

ہندوستان کی خبریں

بمبئی ۶ر جون۔ مولانا شوکت علی آج رقمطراز ہیں۔ کہ انہیں پورٹ سوڈان سے یہ بحری پیغام موصول ہوا ہے ایس۔ ایس۔ جہانگیر بندرگاہ پورٹ سوڈان میں ان بیانات کی بنا پر روک لیا گیا ہے۔ کہ امیر علی بندرگاہ رابغ پر سمندر کی راہ سے گولہ باری کرنے والا ہے۔ اور رابغ کی ناکہ بندی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تمام حاجی جنہوں نے حج کے ہر لوہ سے احرام باندھ رکھے تھے۔ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ مولانا شوکت علی رقمطراز ہیں۔ کہ میں نے میسرز ٹرنر مارلین اینڈ کمپنی کو جو ضمانت دی تھی۔ وہ اس جوابی ضمانت پر منحصر تھی۔ کہ کمپنی اور حکومت برطانیہ دونوں بحری سفر کے دوران میں حاجیوں کی حفاظت وسلامتی کی ذمہ دار ہوں گی۔ مزید براں مولانا شوکت علی حکومت سے باصرار مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت امیر علی کو مجبور کرے۔ کہ جو پرانا جنگی جہاز اس نے انگلستان سے خرید رکھا ہے۔ اسے بندرگاہ رابغ سے نکال لے جائے اور حاجیوں کو رابغ میں اتر جانے دے یا پھر اس امر کا انتظام کرے۔ کہ "جہانگیر" اور دوسرے جہاز حاجیوں کو قنفذہ یا لیث میں صحیح سلامت اتار سکیں ؛

—— لنڈن ۵ر جون۔ مہاراجہ گوالیار کا انتقال ہو گیا۔ مہاراجہ گوالیار ۱۱ر اکتوبر ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۹۸ء میں برطانی فوج کے کرنیل بنائے گئے۔ وہ جرنیل گیسلی کے آرڈرلی آفیسر کی حیثیت سے چین گئے۔ اور انہوں نے ایک جہاز دیا۔ جس میں ہسپتال کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ کیمبرج کے ایل ایل۔ ڈی اور آکسفورڈ کے ڈی سی ایل تھے ؛

—— ناگ پور۔ ۶ر جون۔ مسٹر بی دکھاب اسسٹنٹ سکرٹری ٹریڈ یونین کانگرس کو ریلوے بورڈ کی طرف سے اپنے برقی پیغام کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے مزدوروں کی ہڑتال کے متعلق ارسال کیا گیا تھا۔ حکومت نے ٹریڈ یونین کانگرس کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ وہ مفاہمت کرانے میں مدد دینے کی خواہاں ہے۔ لیکن حکومت نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس معاملہ میں مداخلت کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ مسلمہ یونین ہڑتال سے کانوں پر ہاتھ دھرتا ہے۔ اور ریلوے کا محکمہ ہمیشہ اس یونین کے ساتھ معاملات طے کیا کرتا ہے ؛

—— شملہ میں گوردوارہ بل پر غور کرنے کے لئے جو منتخبہ کمیٹی متعین ہوئی تھی۔ اس نے اپنا اجلاس ختم کر دیا۔ اور اپنی رپورٹ مرتب کرلی ہے۔ سنا گیا ہے۔ کہ راجہ نریندر ناتھ اس کمیٹی کی اکثریت سے متفق نہیں ہیں۔ اور انہوں نے اپنا ایک اختلافی نوٹ علیحدہ لکھا ہے ؛

—— امرت سر ۶ر جون۔ پانچ سو اکالی سکھوں کا ایک جتھا امرت سے جیتو کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ ساتواں جتھا ہے اکال تخت کے جتھہ دار نے جتھے سے غیر متشدد رہنے کا حلف اٹھوایا ؛

—— دہلی کے مقدمہ بلوہ کی اپیل لاہور کی عدالت عالیہ میں دائر ہے۔ آنریبل سر میاں محمد شفیع صاحب اس کی مفت پیروی فرمائیں گے ؛